روزنامہ

ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FR-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

بدھ 18/اپریل 2012ء 25 جمادی الاول 1433 ہجری 18 شہادت 1391 ہش جلد 62-97 نمبر 90

ترغیب وتحریص

حضرت تمیم داریؓ بیان کرتے ہیں حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔
جس نے ایک رات میں قرآن کریم کی پچاس آیات تلاوت کیں اس کا شمار قرآن کریم کے حفاظ میں ہوگا۔

(سنن الدارمی ۔ کتاب فضائل القرآن
فضل من قرء خمسین آیة حدیث نمبر 2312)

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

میں جب خدا کے پاک کلام پر غور کرتا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ کیونکر اس نے اپنی تعلیموں میں انسان کو اس کی طبعی حالتوں کی اصلاح کے قواعد عطا فرما کر پھر آہستہ آہستہ اوپر کی طرف کھینچا ہے اور اعلیٰ درجے کی روحانی حالت تک پہنچانا چاہا ہے تو یہ مجھے پُر معرفت قاعدہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ اوّل خدا نے یہ چاہا ہے کہ انسان کو نشست برخاست اور کھانے پینے اور بات چیت اور تمام اقسام معاشرت کے طریق سکھلا کر اس کو وحشیانہ طریقوں سے نجات دیوے اور حیوانات کی مشابہت سے تمیز کلی بخش کر ایک ادنیٰ درجہ کی اخلاقی حالت جس کو ادب اور شائستگی کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں سکھلاوے۔ پھر انسان کی نیچرل عادات کو جن کو دوسرے لفظوں میں اخلاق رذیلہ کہہ سکتے ہیں اعتدال پر لاوے تا وہ اعتدال پا کر اخلاق فاضلہ کے رنگ میں آجائیں۔ مگر یہ دونوں طریقے دراصل ایک ہی ہیں۔ کیونکہ طبعی حالتوں کی اصلاح کے متعلق ہیں۔ صرف ادنیٰ اور اعلیٰ درجہ کے فرق نے ان کو دو قسم بنا دیا ہے۔ اور اس حکیم مطلق نے اخلاق کے نظام کو ایسے طور سے پیش کیا ہے کہ جس سے انسان ادنیٰ خلق سے اعلیٰ خلق تک ترقی کر سکے۔ اور پھر تیسرا مرحلہ ترقیات کا یہ رکھا ہے کہ انسان اپنے خالق حقیقی کی محبت اور رضا میں محو ہو جائے اور سب وجود اس کا خدا کے لئے ہو جائے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس کو یاد دلانے کے لئے مسلمانوں کے دین کا نام اسلام رکھا کیونکہ (-) اس بات کو کہتے ہیں کہ بکلّی خدا کے لئے ہو جانا۔ اور اپنا کچھ باقی نہ رکھنا۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی - روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 324)

یہ خیال ایک سخت نادانی ہے کہ دین صرف ان چند بے سروپا باتوں کا نام ہے جو انجیل میں درج ہیں بلکہ وہ تمام امور جو تکمیل انسانیت کے لئے ضروری ہیں دین میں داخل ہیں۔ جو باتیں انسان کو وحشیانہ حالت سے پھیر کر حقیقی انسانیت سکھلاتی یا عام انسانیت سے ترقی دے کر حکیمانہ زندگی کی طرف منتقل کرتی ہیں اور یا حکیمانہ زندگی سے ترقی دے کر فنافی اللہ کی حالت تک پہنچاتی ہیں انہیں باتوں کا نام دوسرے لفظوں میں دین ہے۔

(کتاب البریہ - روحانی خزائن جلد 13 صفحہ 89)

نشہ شیطان کے عمل سے ہے

حضرت مسیح موعود نے فرمایا۔
”ایک شخص جو کہ رات دن نشہ میں رہتا ہے ہوش اس کے بجا ہی نہیں ہوتے تو اسے دوسری بدیوں کے ارتکاب میں کیا رکاوٹ ہوسکتی ہے موقعہ موقعہ پر ہر ایک بات مثل زنا، چوری، قمار بازی وغیرہ کر سکتا ہے ہماری شریعت نے قطعاً اس کو بند کر دیا ہے اور یہاں تک لکھ دیا ہے کہ یہ شیطان کے عمل سے ہے تاکہ خدا کا تعلق ٹوٹ جاوے۔“

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 324)

(بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات مجلس شوریٰ 2012ء مرسلہ نظارت اصلاح وارشاد مرکزیہ)

عطیہ برائے گندم

ہر سال مستحقین میں گندم بطور امداد تقسیم کی جاتی ہے اس کار خیر میں ہر سال بڑی تعداد میں مخلصین جماعت احمدیہ حصہ لیتے ہیں لہٰذا ہمدرد مخلصین جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور برکتوں سے نوازا ہے۔ ان کی خدمت میں درخواست ہے کہ اس کار خیر میں فراخ دلی سے حصہ لیں جملہ نقد عطیہ جات بمد گندم کھاتہ نمبر 455003 معرفت افسر صاحب خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ ارسال فرمائیں۔

(صدر کمیٹی امداد مستحقین گندم دفتر جلسہ سالانہ ربوہ)

درخواست دعا

☆ مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کیلئے درخواست دعا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان احباب کی قربانی قبول فرمائے اور ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

تحریر: جناب عباس ناصر صاحب۔ بحوالہ ڈان 7/اپریل 2012ء

’’کیا ہم کبھی اپنے کئے پر نظر ڈالیں گے‘‘

انگریزی سے ترجمہ: محمد قاسم مجوکہ صاحب

ماسٹر عبدالقدوس احمد صاحب کون تھے؟ آپ چاہیں بھی تو آپ کو کیسے معلوم ہوگا؟ تینتالیس (43) سالہ سکول ٹیچر کی کہانی کو میڈیا میں بہت کم توجہ ملی۔ اپنے طالب علموں اور ہم پیشہ اساتذہ کی نظروں میں ان کی حیثیت ایک ’’محبوب‘‘ کی تھی۔ آپ استاد ہونے کے ساتھ ساتھ اپنے محلّہ نصرت آباد ربوہ کے جماعت احمدیہ کے صدر بھی تھے۔

اپنے محلّہ میں ایک قتل کے بعد 10 فروری کو انہیں حراست میں لے لیا گیا۔ کسی وارنٹ، کسی ریمانڈ وغیرہ کے بغیر! موصوف پر نہ تو کوئی فردجرم عائد کی گئی نہ ہی ریمانڈ وغیرہ کے تکلفات اختیار کئے گئے۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ماسٹر قدوس کو بے گناہ تصور کرنا کیا درست نہ ہوگا؟

دوران حراست الٹا لٹکانا اور مار مار کر بھرکس نکالنے کا پولیس کا شوق بھی پورا کیا گیا۔ نیز فرش پر لٹا کر، ہاتھ پاؤں پکڑ کر وزنی رولر جسم پر پھیرا گیا جس کے نتیجہ میں نا قابل بیان اندرونی زخم آئے۔

چھیالیس (46) دن کے بعد جی ہاں چھیالیس دن ان کو بغیر کوئی فرد جرم عائد کئے چھوڑ دیا گیا۔ سچ یہ ہے کہ ان کے لواحقین کو پولیس نے ان کو لے جانے کا کہا کہ ان کی حالت ٹھیک نہیں۔ مرحوم کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ مرحوم کے لواحقین سے جبر کے تحت ایک سادہ کاغذ پر دستخط کروالئے گئے۔

تھانہ سے ماسٹر قدوس کو ہسپتال لے جایا گیا۔ جہاں ڈاکٹروں نے ان کے اندرونی زخموں سے ریزہ ریزہ جسم کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ چار دنوں کے بعد اندر ہی اندر خون بہہ جانے سے اگر کوئی زندگی کا شائبہ باقی رہ بھی گیا تھا تو انجام کو پہنچ گیا۔ معاملہ کی کچھ جزئیات سے میں مانوس نہ سہی لیکن ایک بات صاف ہے کہ مرحوم کو ڈیڑھ ماہ تک غیر قانونی حراست میں رکھا گیا اور تشدد کی حد کردی گئی۔ جماعت کے مقامی لوگوں کا خیال ہے۔ کہ پولیس کا متعصب اور وحشیانہ رویہ محض جماعت کی تحقیر وتذلیل کے مقصد سے کیا گیا اور جماعت کے ایک معزز عہدہ دار کو نشانہ بنا کر مقصد حاصل کرنے کی کوشش کی گئی۔

پولیس اب اس بات کا اقرار کرتی ہے کہ ماسٹر عبدالقدوس ’’بے گناہ‘‘ تھا اور کچھ پولیس کے عملہ کے خلاف کارروائی کا وعدہ بھی کیا ہے۔ (ابھی تک کوئی گرفتاری عمل میں نہیں آئی) لیکن کچھ نہایت اہم سوالات باقی ہیں مرحوم پر تشدد ایک تھانہ میں ہوا نہ کہ کسی ذاتی جیل میں۔

یقیناً کچھ اعلیٰ افسران نے مرحوم کی چیخ وپکار سنی ہوگی اور انہیں تشدد کے بارے میں علم ہوا ہوگا۔ کیا آپ جماعت کے معزز ارکان کو اس بات کا یقین دلانا چاہتے ہیں کہ انہیں کبھی بھی انصاف نہیں ملے گا۔ کیونکہ جلد ہی سب لوگ اس معاملے کو بھول جائیں گے سوائے مرحوم کی بیوہ اور چار بچوں کے۔

لیکن میں اسے بھول نہیں پاؤں گا آیئے آپ کو بتاؤں کہ میں ایسا کیوں سوچتا ہوں۔ واقعہ نظروں کے سامنے تب آیا جب کچھ لوگوں نے اسے سوشل میڈیا پر اٹھایا اگرچہ ایک یادو ٹی وی چینلز نے بھی سرسری طور پر اس واقعہ کا ذکر کیا۔ TWITTER پر ایک بحث شروع ہوگئی کہ آخر میڈیا پولیس تشدد کے اس معاملہ پر اتنا سرگرم کیوں نہیں جتنا کہ سندھ اسمبلی کی ایک خاتون امیدوار کے تھپڑ پر ہوا یا جتنا کہ کراچی کے ایک پارک میں رینجرز کے ہاتھوں ایک مشتبہ کے قتل پر ہوا۔

ایک واضح سوال جسے اس واقعہ نے جنم دیا ہے کہ کیا کچھ لوگوں کے ’’انسانی حقوق‘‘ (جیسا کہ اس کیس میں کسی احمدی کا ’’زندگی کا حق‘‘) کو دوسرے لوگوں کے حقوق پر فوقیت ہے؟ اگرچہ مجھے اس امر کا یقین ہے کہ عملاً ایسا ہی ہے پھر بھی ہم اس مفروضے کی ایک آزمائش کر لیتے ہیں۔

TWITTER پر تمام سیاسی جماعتیں نظر رکھتی ہیں اور بیشتر سرکاری عمال بھی۔ چند لوگ جو TWITTER پر مذکورہ واقعات پر ردعمل دکھاتے ہیں ان میں پنجاب کے وزیراعلیٰ شہباز شریف، مسلم لیگ کی مریم نواز شریف اور وفاقی وزیر امور داخلہ رحمان ملک شامل ہیں۔

جی ہاں مجھے معلوم ہے کہ مذکورہ شخصیات TWITTER پر اپنے اکاؤنٹ خود نہیں چلاتیں اور ان کے عملہ کے لوگ ہر فرض سرانجام دیتے ہیں لیکن ذمہ داری ان ہی شخصیات کی بنتی ہے جن کے نام سے TWITTER پر اکاؤنٹ ہے۔

مثلاً گزشتہ مئی میں اسامہ بن لادن کے قتل کے موقع پر بھارتی NDTV کی پیش کار برکھادتہ نے رحمان ملک سے ویزا کی درخواست TWITTER پر کی۔ وزیر موصوف نے جواباً برکھا کو ہدایت کی کہ پاکستان کے سفارت خانہ دہلی میں کس شخص کو ملنا ہو گا۔ کچھ ہی دنوں میں خاتون اسلام آباد پہنچ گئیں۔

اسی طرح کی اور بھی مثالیں ہیں کہ جب شہباز شریف مختلف مواقع پر مثبت رنگ میں وارد ہوئے۔ مریم نواز شریف بھی اپنی سیاسی جماعت کے دفاع میں جواب دیتی رہتی ہیں۔ کسی نے ان سے لیپ ٹاپ کی فرمائش کی تو انہوں نے پنجاب حکومت کو اس معاملہ میں متوجہ کیا۔

جب ماسٹر عبدالقدوس کی المناک کہانی عوامی حلقوں میں پہنچی تو کئی سرکاری حکام اور پارٹی کے کارکنوں کو توجہ دلائی گئی تا کہ مظلوم خاندان کو انصاف مل سکے۔

آپ اندازہ لگایئے، ایک بھی جواب نہیں ملا۔ ایک خاموشی، ایسی تاریک خاموشی جس نے عبدالقدوس کے خاندان کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے ان کے عقیدہ پر اپنا فیصلہ دے دیا اور قانون سازی کر کے انہیں دائرہ اسلام سے خارج کر دیا۔ کیا ہمیں یہاں رک نہیں جانا چاہئے تھا؟

محترم کالم نویس ازدشیر کاؤس جی اکثر قائداعظم کے اس خطاب کا حوالہ دیا کرتے تھے جو انہوں نے گیارہ اگست 1947ء کو آئین ساز اسمبلی میں دیا۔

’’آپ آزاد ہیں۔ آپ اپنے مندروں میں جانے کے لئے آزاد ہیں آپ اپنی مساجد میں جانے کو آزاد ہیں یا کسی بھی عبادت کی جگہ جو پاکستان کی ریاست میں موجود ہے۔ آپ کا تعلق خواہ کسی بھی مذہب، قوم یا عقیدہ سے ہو اس کا ریاست کے کاروبار سے کوئی تعلق نہیں۔ ہم اس بنیادی اصول سے آغاز کررہے ہیں کہ ہم سب شہری ہیں برابر کے شہری اس ایک ریاست کے۔ میرے خیال میں اس امر کو ہمیں ہمیشہ دستورالعمل کے طور پر سامنے رکھنا چاہئے اور آپ کو معلوم ہوجائے گا کہ ہندو، ہندو نہیں رہے گا اور مسلمان، مسلمان نہیں رہے گا۔ یہ بات مذہبی نقطہ نظر سے نہیں کہی جارہی کیونکہ مذہب ہر ایک کا ذاتی معاملہ ہے یہ نظریہ صرف سیاسی طور پر اپنایا جائے گا۔‘‘

جناح 11 ستمبر 1948ء کو رحلت فرما گئے اس کے ٹھیک چھ ماہ بعد ہم نے قائداعظم کے خواب کو دفن کردیا اور ’’قرارداد مقاصد‘‘ پاس کر کے مذہب کو ریاست کا کاروبار بنادیا اور آج تک ہم نے مڑ کر نہیں دیکھا۔

❁......❁......❁

مکرمہ م۔ فردوس صاحبہ

لجنہ اماء اللہ سیرالیون کا تیسرا سالانہ اجتماع

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لجنہ اماء اللہ سیرالیون کو مرکزی شہر فری ٹاؤن میں مورخہ 18 دسمبر 2011ء کو اپنا تیسرا سالانہ اجتماع منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ جس میں گیارہ ریجنز سے 560 لجنہ وناصرات نے شرکت کی۔

اس اجتماع کیلئے سینٹرل بیت السبوح کے ہال کو آیات قرآنیہ، احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود اور آپ کے خلفاء کے اقتباسات کے خوبصورت بینرز اور پوسٹرز کے ساتھ سجایا گیا۔

17 دسمبر کی شام کو تمام لجنات اور ناصرات سینٹرل بیت السبوح فری ٹاؤن کے احاطہ میں موجود رہائش کی جگہ میں پہنچ گئیں۔ سب مہمانوں کا پرجوش استقبال کیا گیا۔ فری ٹاؤن کی جماعتوں سے لجنہ و ناصرات صبح 8 بجے بیت السبوح فری ٹاؤن میں پہنچیں۔ اور ناشتہ کے بعد مارچ پاسٹ شروع ہوئی۔ ہر جماعت کی لجنہ وناصرات سفید لباس میں ملبوس اپنی اپنی مجلس کے بینرز اٹھائے ہوئے تھیں۔ بینرز کے اوپر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ، حضرت مسیح موعود اور خلفاء احمدیت کے اقتباس تحریر کئے گئے تھے۔ مارچ پاسٹ کے دوران نعرہ ہائے تکبیر ورسالت لگائے اور لَاالٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کا ورد کیا گیا۔ اس کے علاوہ متفرق دینی نظمیں پڑھی گئیں۔ یہ نظارہ مختلف طبقہ کے لوگوں کیلئے قابل دید تھا اور جماعت کے مزید تعارف کا ذریعہ بنا۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ تلاوت قرآن کریم، لجنہ کا عہد اور نظم کے بعد نیشنل صدر لجنہ مسز سلمی کالون صاحبہ نے تمام مہمانوں کو ’’ویلکم ایڈریس‘‘ پیش کیا۔ جس کے بعد ریجنل صدران لجنہ اماء اللہ نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقاریر کیں۔

اس پروگرام میں غیر از جماعت تین بڑی ویمن مسلم آرگنائزیشنز کی صدران نے بھی شرکت کی اور اپنی اپنی تنظیموں کی طرف سے اس پروگرام کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی اور جماعت کے ان پروگراموں کو سراہا۔ اور کہا ہے کہ ہم ان تقاریر سے بہت ہی متاثر ہوئی ہیں۔ اور عورتوں کے لباس اور پردہ کے حوالے سے جماعت جو کوشش کررہی ہے وہ گرانقدر ہے کیونکہ لباس اور پردہ ہی عورت کا حسن ہے۔ جماعت احمدیہ ہی ایک منظّم اور مؤثر طریقے سے معاشرے کے ہر فرد بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کی تربیت کیلئے درد رکھتی ہے۔

اجتماع کے پروگرام میں لجنہ و ناصرات کی ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے کیلئے علمی مقابلہ جات کا بھی انعقاد کیا گیا۔ جن میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن (سورۃ بقرہ پہلی سترہ آیات) خلافت جوبلی دعائیں۔ اور نظم اور تقاریر اور دینی معلومات کے مقابلے ہوئے۔ مقابلہ جات میں پوزیشنز لینے والی لجنہ وناصرات میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ مجموعی طور پر Mile 91 ریجن اوّل قرار پایا اور ٹرافی کا حق دار ٹھہرا۔ ایگزیکٹو ممبرات کو بھی حوصلہ افزائی کیلئے انعامات دئے گئے۔ دعا کے ساتھ پروگرام کا اختتام ہوا۔

اللہ تعالیٰ سے التجا ہے کہ اس اجتماع میں شامل ہونے والی تمام لجنہ و ناصرات کو اپنے فضل سے نوازے اور خادم دین بنائے۔ آمین

(الفضل انٹرنیشنل 16 مارچ 2012ء)

پبلشر و پرنٹر : طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت : دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی شفقتیں اور محبت بھری یادیں

آپ عاجزی وانکساری کا پیکر، باوقار منتظمہ، پُرخلوص اور محبت کرنے والی شخصیت تھیں

مکرمہ شکیلہ طاہرہ صاحبہ کینیڈا

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود پر ان کی آخر عمر میں یہ فارسی الہام فرمایا۔

سپردم بتومایۂ خویش را
تودانی حساب کم و بیش را

ترجمہ: ''اے خدا! اب میں دنیا سے جاتی دفعہ اپنا اہل وعیال تیرے سپرد کرتا ہوں۔ تو جس حالت میں چاہے انہیں رکھیو۔ چاہے تو اونچے مقام پر رکھ چاہے تو نیچے مقام پر''۔

(خطبات محمود جلد سوم ص 325)

اللہ تعالیٰ نے اپنے مسیح موعود کو اپنے فضل سے بارہا اس الہام کے ''اونچے مقام'' والے حصہ کا مصداق ٹھہرایا۔ کبھی ان کے بیٹے کو مصلح موعود کا یکتائے زمانہ اعزاز دے کر تو کبھی خلیفۃ المسیح الثانی بنا کر۔ کبھی پے در پے پوتوں کو ''خلیفۃ المسیح الثالث'' اور ''خلیفۃ المسیح الرابع'' بنا کر اور کبھی پڑپوتے کو ''خلیفۃ المسیح الخامس'' کی ردا پہنا کر۔

اس وقت خاکسار ایک اور منفرد شخصیت کی حامل ہستی۔ حضرت مسیح موعود کی نسل کے ایک اور اللہ کے نشان کی مصداق شخصیت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کا ذکر خیر کرنے کی سعادت حاصل کر رہی ہے۔

مندرجہ بالا فارسی الہام کا حوالہ حضرت مصلح موعود نے خطبہ نکاح جو انہوں نے اپنے صاحبزادے حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد اور صاحبزادی حضرت سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے نکاح پڑھاتے ہوئے دیا۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ اس کرہ ارض پر انتہائی منفرد و شاہکار، تاریخ ساز شخصیت کی حامل بزرگ خاتون تھیں۔ اس سے قبل فلک نے کبھی بھی ایسا خوش نصیب و روشن بخت وجود نہیں دیکھا ہوگا۔ جن کے دادا جان حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود ہوں۔ جن کے والد ماجد صاحبزادہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود اور خلیفۃ المسیح الثانی ہوں۔ جن کے بڑے بھائی حضرت صاحبزادہ مرزا ناصر احمد خلیفۃ المسیح الثالث ہوں۔ چھوٹے بھائی حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ہوں اور جن کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنی جناب سے منتخب کر کے ردائے خلافت سے نواز کر ''خلیفۃ المسیح الخامس'' بنایا ہو۔

یقیناً ان خوش قسمتوں میں سے ہم بھی ہیں کہ نہ صرف ہم نے بلکہ ہمارے اسلاف نے اور نسل نے بھی اس بزرگ و بابرکت ہستی کے تابناک زمانہ میں سانس لینے کی سعادت حاصل کی۔ جس نے اپنی عباداتِ الٰہی، خدمات دینیہ و خدمات خلق کے ذریعے دنیاوی و خاندانی جاہ و وجاہت میسر ہونے کے باوجود انتہائی بردباری، وقار، عجز وانکساری سے یہ انمول و نایاب روحانی انعامات و اعزازات و رتبات اپنے پروردگار کی درگاہ سے پائے۔ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے بیشمار نایاب افضال میں سے درازیٔ عمر کی نعمت بھی وافر پائی اور ایک صدی جیسے بارعب عرصہ تک وقت کی آنکھ نے اس پیاری ہستی کا دیدار کیا اور زمانہ نے اس منفرد و بے مثل ولی اللہ ہستی کی دھڑکنیں سننے کی سعادت پائی۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ ستمبر 1911ء میں حضرت صاحبزادی محمودہ بیگم صاحبہ کے بطن مبارک سے پیدا ہوئیں۔ نہایت دینی و روحانی ماحول میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ دینیات کلاس میں شرکت کی اور 1929ء میں پنجاب یونیورسٹی سے ''مولوی'' کا امتحان پاس کیا۔ 1931ء میں میٹرک کا امتحان دیا اور پھر ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ اس زمانے میں خواتین کا تعلیم حاصل کرنا اتنا عام نہ تھا اس لئے اس وقت حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کا دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ دنیاوی تعلیم سے خود کو آراستہ کرنا عام رجحانات سے الگ عمل تھا۔ جولائی 1934ء میں آپ کا نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب ابن حضرت مسیح موعود کے ساتھ عمل میں آیا۔ حضرت مصلح موعود نے اس موقع پر ایک تاریخ ساز، عالی شان، پُرمعارف طویل خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں اشاعت دین حق کے متعلق ابنائے فارس کی ذمہ داریوں کا بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

حضرت مسیح موعود کی اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی اس طرح بسر کرے کہ گویا وادیٔ غیر ذی زرع میں رہتی ہیں اور اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کرے''۔

چنانچہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی ساری زندگی دین کے لئے وقف، خدمت خلق وانسانیت میں منہمک گزری۔ بچپن سے ہی خدمت دین کی سعادت حاصل کرتی رہیں۔ عرصہ دس سال کی کم سنی میں جلسہ سالانہ کے موقع پر دارالمسیح میں حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ کے ایک کمرہ کی مہمان نوازی کی ذمہ داری بخوبی انجام دے کر باقاعدہ خدمات دینیہ کا آغاز کیا۔ بعدازاں ان کے حسن انتظام کے سبب اسی چھوٹی عمر میں کمروں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ پھر جلسہ سالانہ پر منتظمہ روشنی، منتظمہ تقسیم کھانا، منتظمہ صفائی کے فرائض بخوشی سرانجام دیئے۔ اس ضمن میں لجنہ اماء اللہ ربوہ پاکستان کی جانب سے خاکسار اور محترمہ شوکت گوہر صاحبہ کو ایم ٹی اے کے لئے انٹرویو دیتے ہوئے حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ:

''سب سے مشکل کام صفائی کا تھا یعنی گندگی کی صفائی کروانا۔ خاص طور سے میری جیسی طبیعت کے لئے کراہت والا کام تھا۔ مگر جب کام سپرد کیا گیا تو کرنا ہی پڑا۔ میں صبح کی نماز پڑھ کر اپنے آپ کو گرم کپڑوں میں لپیٹ کر نیچے اتر جاتی مگر وہاں جا کر جو صحن کی حالت دیکھتی تو ابکائیاں آنا شروع ہو جاتیں۔ جگہ جگہ بچوں کی غلاظت اور کھانس کر تھوکی ہوئی گندگی پڑی ہوتی۔ اس وقت کراہت کی وجہ سے میری آنکھوں میں پانی آجاتا مگر قہر درویش برجان درویش، ذمہ داریاں تو ادا کرنی تھیں۔ مہمانوں کو بہت سمجھاتی کہ اس طرح گند نہ کریں اتنی بڑی جگہ رفع حاجت کے لئے موجود ہے بچوں کو وہاں لے جائیں مگر...... کہاں سنتے ہیں خاص طور سے ایک لڑکی کی''۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی حیات مبارکہ اس قسم کے گرانقدر حصول قرب الٰہی کے رازوں سے بھری پڑی ہے جس سے بارگاہ ایزدی میں نیاز حاصل ہوتی۔ جس کے ہم خود چشمدید گواہ ہیں کہ ان ہی عجز وانکساری کی اداؤں کی بدولت اور اعلیٰ تربیت اولاد کی قبولیت میں آپ نے اپنے صاحبزادے کو مسند خلافت پر متمکن دیکھنے کی عظیم الشان سعادت حاصل کی۔

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما

یہی وہ امر کر دینے والا نایاب نسخہ ہے اور آب حیات ہے جس سے انہوں نے اتنی فعال و بابرکت بزرگ عمر پائی ہوگی۔

آپ ایک طویل عرصہ صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ رہیں اور لجنات کی تربیت میں بہت فعال کردار ادا کیا۔ آپ نہایت خوش خلق، عبادت گزار، مہمان نواز، سلیقہ مند اور خدمت خلق کرنے والی منکسر المزاج بزرگ خاتون تھیں۔ آپ نے پانچوں خلفائے مسیح موعود کا زمانہ پایا۔ ہر دور میں خلافت سے بے پناہ عشق آپ کا نمایاں ترین وصف رہا۔

خاکسار کی زندگی کے سنہری دور قیام ربوہ کے دوران خاص طور سے خلافت لائبریری ربوہ میں بطور اسسٹنٹ لائبریرین (نائب ناظر) کے خدمات انجام دینے کی ادنیٰ سعادت کی برکت سے انتہائی خوش بختی رہی ہے کہ صحبت صالحین کے بہترین گروہ کا ساتھ نصیب ہوا۔ ان میں حضرت صاحبزادی بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ سرفہرست ہیں۔ اس گروہ کے معزز و معتبر افراد نے خاکسار کی تراش خراش میں بھرپور کردار ادا کیا اور بزرگ ہستیوں کی شناخت کا شعور عطا کیا۔ نیز ان کی خدمت میں حاضری کے سلوک بتائے۔ اطاعت وفرمانبرداری کے طریق سکھائے۔ ان کی قدرومنزلت کے اسرار کھولے۔ وہ میری زندگی کا انتہائی بھرپور اور قیمتی زمانہ تھا۔

محترمہ آپا جان طاہرہ صدیقہ صاحبہ حرم حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی پُرشفقت شخصیت ناچیز پر خاص مہربان ہے۔ 1994ء یا 1995ء کی بات ہے ان کے گھر دعوت پر خاکسار بھی موجود تھی۔ وہیں انہوں نے پہلی بار خاص طور سے مجھے سیدہ بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ سے ملوایا اور میرا تعارف کرواتے ہوئے میرے دادا جان مرحوم حضرت مرزا صالح علی صاحب کا ذکر خیر کیا۔ جس پر سیدہ بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ نے اپنی پُرشفقت نگاہ ڈالتے ہوئے فرمایا۔

''تمہاری دادی تو جماعت کا بہت کام کرتی تھیں اور بہت محنتی خاتون تھیں۔ تم بھی ان کے نقش قدم پر چلنا''۔

اس پر میرے جواب سے قبل ہی محترمہ آپا جان طاہرہ صدیقہ صاحبہ نے کہا کہ یہ بھی جماعت کا بہت کام کرتی ہے اور بہت محنت سے کرتی ہے۔

جس پر چمپئی رنگ کے خوبصورت لباس کی حامل پُرشفقت دبی دبی مسکراہٹ کے ساتھ بی بی صاحبہ نے مجھے دیکھا۔ ایسے بھرپور بھری روشن نظروں سے مجھے کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ مجھے اب بھی اس کا حسن یاد ہے اور میرا گرانقدر سرمایہ حیات ہے جس کے لئے خاکسار اپنی دادی جان محترمہ کی احسان مند ہے کہ ان کی خدمات کی برکات سے ناچیز نے بھی حصہ پایا۔ میں ڈھائی ماہ کی تھی جب دادی جان کی وفات ہوئی۔ لیکن ان کی پُرخلوص خدمات دینیہ کا پھل ان کی نسلیں کھا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مقبول خدمت کرتے ہوئے ان کے نام کو روشن کرنے نیز اپنی نسلوں کے لئے بھی ان جیسا نمونہ بننے کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔

جب یہ بات خاکسار نے اپنی پھوپھو محترمہ خورشید عطا صاحبہ کو بتائی تو ان سے حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ سے اپنی دادی محترمہ امۃ اللہ صالحہ صاحبہ کے تعلق کا علم ہوا۔ جو مختصراً بطور تحدیث نعمت بیان ہے۔

خاکسار کی دادی جان محترمہ امۃ اللہ صالحہ کا تعلق پاکستان کے ضلع گجرات سے تھا۔ آپ کے والد حضرت جمال دین صاحب حضرت مسیح موعود کے دست مبارک پر بیعت کرکے احمدیت کی گرانقدر نعمت قبول کرنے کی سعادت حاصل کر چکے تھے۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق دادی جان محترمہ امۃ اللہ صالحہ صاحبہ کا نکاح انہیں کے علاقے کے کسی لڑکے سے چھوٹی عمر میں ہوگیا تھا۔ کسی وبائی بیماری کے سبب اس لڑکے کا مختصر بیماری کے بعد انتقال ہوگیا اور دادی جان محترمہ بہت چھوٹی عمر میں بیوہ ہوگئیں۔ اس زمانے اور اس علاقہ کے رواج کے مطابق (غالباً ہندو معاشرہ سے متأثر ہوکر) بیوہ کی دوبارہ شادی نہیں کی جاتی تھی۔ وہ ساری عمر اپنے میکے بیٹھی رہتی تھی اور اسی طرح اس کی زندگی ختم ہو جاتی۔ حضرت جمال دین صاحب اگرچہ احمدیت قبول کر چکے تھے لیکن پھر بھی اس قسم کے ظالمانہ رسم و رواج سے مکمل چھٹکارا حاصل نہ کرسکے تھے۔ لہٰذا وہ اپنی بیٹی کو قادیان خلیفہ وقت حضرت مصلح موعود کے گھر لے گئے اور حضور کی خدمت میں اپنی بیٹی کو پیش کر دیا کہ اب اس کی شادی تو ہو نہیں سکتی اس لئے اسے آپ کی اور آپ کے خاندان کی خدمت کے لئے وقف کرتا ہوں۔ اسے اپنے پاس جیسے چاہیں رکھیں۔ اس طرح دادی جان کم عمری سے ہی حضرت مصلح موعود کے گھر رہنے لگیں۔ ان کی پرورش اور نگہداشت کی ذمہ داری حضرت مصلح موعود نے ام ناصر کے سپرد کی۔ وہیں ان کی دوستی اور تعلق اپنی ہم عمر حضرت سیدہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ سے ہوا۔ ان کا آپس میں بہنوں جیسا پیار اور تعلق تھا اور خوش قسمتی سے ان کا بچپن ان بابرکت ہستیوں کے درمیان دینی و دنیاوی تعلیم حاصل کرتے گزرا۔ وہیں انہوں نے ام ناصر کی پُرشفقت تربیت میں گرہستی کی تربیت بھی حاصل کی اور خاندان کی دیگر بچیوں کے ساتھ کھانا پکانا، سینا پرونا، کپڑے رنگنا، دوپٹہ چننا سیکھا۔ پانی کا نلکا ایک دم پورا نہیں کھولنا ورنہ چھینٹے اڑیں گے اور اس جیسی بظاہر چھوٹی چھوٹی پر ساری عمر کام آنے والی باتیں سیکھیں جو بعد میں اپنے بچوں کو ام ناصر کے حوالے سے بتاتی رہیں۔ اس طرح دادی جان کا بیوہ ہونا بابرکت ثابت ہوا اور احمدیت کی برکت سے دیار مسیح پر زندگی وقف کرنے پر خادمہ کی بجائے انہیں بطور مہمان اور پھر گھر کے فرد کی حیثیت سے رہنے کی سعادت ملی۔ ان کا اپنا کمرہ تھا اور ابتداء میں کچھ عرصہ دارالضیافت سے ان کے لئے رات کا کھانا آتا جس میں سالن کے ساتھ دو روٹیاں ہوتیں۔ اس میں سے ایک وہ کھالیتیں اور ایک بچ جاتی۔ اس پر حضرت ام ناصر صاحبہ نے ایک دن انہیں کہا کہ بچی ہوئی روٹی اچھی طرح لپیٹ کر رکھ دیا کرو۔ صبح فجر پر ناصر احمد حفظ قرآن کے لئے اٹھتا ہے تو اس وقت میں اسے تل کر دے دیا کروں گی۔ اس طرح دادی جان اپنی ایک روٹی اچھی طرح لپیٹ کر رکھ دیا کرتیں۔ جو تل کر صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب کو دی جاتی۔ یہاں اس عظیم الشان خاندان کی سادگی اور شکرگزاری کے انداز بھی قابل غور ہیں کہ ایک مسکین بیوہ مہمان سے کتنی اپنائیت کا اظہار ہے کہ اسے صرف زبانی کلامی نہیں بلکہ حقیقتاً گھر کے فرد کی حیثیت دی اور جس طرح ایک ماں اپنی بیٹی سے بہن بھائیوں کی بات کرلیتی ہے اسی طرح ام ناصر نے بات کی۔ دوسرا رزق کی قدر و قیمت اور عزت کا عظیم سبق بھی ملتا ہے کہ کس طرح رات کی روٹی کو بھی شکرگزاری کے ساتھ اپنے بچوں کے استعمال کرانے میں کوئی عار محسوس نہیں کیا۔ ان ہی صبر و شکر کی سادہ سادہ راہوں پر چل کر ان عظیم ہستیوں نے قرب الٰہی کی منازل طے کیں۔ جبکہ دیگر افراد رات کی بچی روٹی کو زیادہ سے زیادہ مصرف چڑیوں یا پرندوں کو ڈالنا سمجھتے ہیں یا کوڑے میں بھی ڈال دیتے ہیں۔ دادی جان کے بڑے ہونے پر حضرت مصلح موعود نے ہی ان کے والد صاحب کی اجازت سے ان کی دوسری شادی دادا جان حضرت مرزا صالح علی صاحب سے کروائی۔ دادا جان حضرت مرزا صالح علی صاحب کا تعلق بھی اس معزز خاندان سے یوں تھا کہ آپ حضرت مرزا صفدر علی صاحب کے بڑے بیٹے تھے اور حضرت مرزا صفدر علی صاحب کو حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی خوشدامن حضرت صاحبزادی بوزینب صاحبہ کے کھلائے (Baby Sitter) کے طور پر بچپن سے ہی خدمت کی سعادت حاصل رہی اور حضرت مرزا صفدر علی صاحب بوزینب کے کھلائے کے نام سے ہی بلائے جاتے تھے۔ ساری عمر انہوں نے حضرت صاحبزادی بوزینب صاحبہ اور حضرت صاحبزادہ مرزا شریف احمد صاحب کے در پر ہی بسر کی اور ان کا جنازہ انہیں کے گھر سے نکلا۔

جب دادی جان کی شادی طے ہوئی تو اس زمانے حضرت ام ناصر صاحبہ کسی بچے کی پیدائش کے بعد چھلہ میں تھیں۔ لیکن انہیں ایام میں ام ناصر صاحبہ دادی جان کی شادی کی تیاری کے لئے چھلہ میں ہی لاہور گئیں اور ان کی شادی کے لئے کپڑے لے کر آئیں۔ اس طرح دارالمسیح سے دادی جان کی رخصتی حضرت مصلح موعود کے گھر سے ہوئی۔ حضرت ام ناصر صاحبہ نے اپنے خاوند کا ہمیشہ کی طرح بھرپور ساتھ دیتے ہوئے ایک بیوہ کی شادی کروانے کے پُرثواب فریضہ کی انجام دہی میں مکمل تعاون کیا اور اس سے وابستہ انتظامات کی تیاری خود اپنے بابرکت ہاتھوں سے کی۔ جس میں حسن انتظام، نفاست، بے لوث خلوص و محبت اور نہ جانے کیا کیا جھلک رہا ہے۔ قیامت تک ہماری نسلوں پر ان کے یہ پیار بھرے احسانات رہیں گے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کا بھی خاکسار پر ایک براہ راست احسان ہے کہ جب 1992ء میں خلافت لائبریری میں خاکسار کی بطور نائب ناظر تقرری ہوئی تو مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج لائبریرین تھے ان کی خدمت میں انجمن کے کوارٹرز میں اپنے اور اپنی فیملی کے لئے گھر کی درخواست پیش کی۔ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج لائبریرین صاحب بھی جماعت احمدیہ عالمگیر کی ایک تاریخ ساز شخصیت تھے۔ قیام ربوہ کے موقع پر جن احباب کو حضرت مصلح موعود نے جگہ کا جائزہ لینے اور معائنہ کرکے رپورٹ تیار کرنے کا کام سپرد کیا تھا ان میں سے ایک مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج لائبریرین بھی تھے۔ خلافت لائبریری کے ایک اور بڑے مخلص اور دیرینہ کارکن مکرم مبارک خان صاحب (مرحوم) بھی ان ابتدائی لوگوں میں سے تھے۔ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب انچارج لائبریرین نے خاکسار کو اپنے بہت سے تجربات بتائے اور جماعت میں کام کرنے کے طریقے سکھائے۔ لائبریری کے کام کے سلسلے میں اگر میری کوئی درخواست یا تجویز مناسب تصور نہ کرتے تو بہت عزت و اکرام نیز شفقت سے سمجھا دیتے۔ اسی طرح جب گھر کی درخواست پیش کی تو درخواست پر اپنی سفارش لکھ کر حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ کی خدمت میں جانے لگے۔ کیونکہ میری درخواست تھی اس لئے میں بھی ساتھ گیا۔ آدھے راستے پہنچ کر گویا ہوئے کہ ناظر اعلیٰ صاحب کے پاس میں خود ہی جاتا ہوں۔ آپ اپنا کام کریں اور دعا کریں۔ حسب معمول اس وقت تو وجہ سمجھ نہیں آئی لیکن بعد میں احساس ہوا کہ اس میں میرا بطور خادم احترام ملحوظ تھا اور مکرم ناظر اعلیٰ صاحب کی مزاج شناسی تھی کہ انہیں شاید مناسب نہ لگے۔ اسی دن حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ نے از راہ شفقت خاکسار کی درخواست منظور کرکے نائب ناظر کے اسٹیٹس کے گھر کی منظوری دے دی۔

خاکسار کے دس سالہ یادگار قیام ربوہ کے دوران ایک بہت ہی پُرشفقت و باوقار شخصیت حضرت بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ کے بڑے داماد مکرم سید میر مسعود احمد صاحب مربی سلسلہ کی ہے۔ ان کی پُرشفقت صحبت سے فیض اٹھانے کا خاکسار کو موقع ملا۔ ان کی سب سے نمایاں خوبی مکمل اطاعت خلافت تھی۔ جو ان کی ساری زندگی کا احاطہ کئے ہوئے تھے۔ سوئٹزرلینڈ میرے بھائی مرزا صفدر علی جمال کا قیام ہے اس کا جب انہیں میں نے بتایا تو اکثر وہاں بطور مربی قیام کے دوران کے ایمان افروز واقعات بتایا کرتے تھے۔ اپنے مختلف کاموں کے سلسلے میں خلافت لائبریری آیا کرتے تھے۔ ایک دفعہ ''درعدن'' کا تازہ ایڈیشن لے کر آئے اور ایک نظم مجھے دکھائی کہ یہ اس دفعہ پہلی بار شائع ہوئی ہے۔ یہ ان کے ایک بیٹے کی بچپن میں وفات پر حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے لکھ کر انہیں یورپ بھجوائی تھی۔ نیز خاکسار کو ان کے ساتھ خاص کر خلافت لائبریری کے شعبہ ''مخزن تصاویر'' میں بھی کام کرنے کا موقع ملا۔ علاوہ ازیں یورپ کی مختلف زبانوں پر عبور حاصل ہونے کی بناء پر از راہ شفقت خاکسار کی یورپین زبانوں کی کتب کے عطیات کی درجہ بندی و کیٹلاگ سازی میں کتاب کے موضوع کے تعین میں مدد کیا کرتے۔

خاکسار پر ان کی سب سے بڑی شفقت میرے ایک ہفتہ کے بیٹے کی وفات پر ان کا خود سے میرا گھر پوچھتے آنا اور عزیزم صادق احمد امین مرحوم کا جنازہ پڑھانا ہے۔ اس دن تو صدمہ کے باعث مجھے ان کے اس احسان کا پتہ نہ چلا۔ بعد میں جب مجھے ان کی اس شفقت کی خبر ہوئی تو میرا جاں گسل غم خوشی میں بدل گیا تھا۔ ان سے کبھی کبھی مختلف موضوعات پر گفتگو کا شرف بھی ملتا رہتا۔ اسی طرح ایک دن بتانے لگے کہ چھٹی کے دن ہم سب میاں منصور اور بی بی ناصرہ صاحبہ کے گھر کھانے پر مدعو ہوتے ہیں۔ یہ بہت پرانا معمول ہے اور اس کے علاوہ اگر جانا ہوا اور دیر تک رکنے کا ارادہ ہو تو میری بیگم کھانا گھر سے پکا کر لے جاتی ہیں''۔ پھر جب صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب وفات سے قبل بیمار ہوئے تو ہر روز لائبریری آنے سے قبل فضل عمر ہسپتال ان کی عیادت کرکے آتے۔ اس طرح ہمیں بھی صورتحال کی تازہ ترین اطلاع مل جاتی۔

پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو میں نے اظہار افسوس کے بعد ان سے پوچھا کہ ''بی بی ناصرہ صاحبہ کیسی ہیں؟ حوصلہ میں ہیں'' ان کا وہ انداز و

ایمان افروز جواب مجھے آج بھی یاد ہے کہ بہت جلال کے ساتھ کہتے کہ:

''بی بی تو بہت بزرگ متوکل خاتون ہے۔ اس طرح کے دنیاوی صدمات ان کے حوصلہ کا کچھ نہیں بگاڑتے''۔

اس دن ان کے یہ کہنے پر میرے دل میں بی بی کا بہت رعب بیٹھ گیا۔ جب ہم افسوس کے لئے گئے تو انہیں صبر وشکر کا پہاڑ اور راضی برضا الٰہی کی مکمل تصویر پایا۔ 1994ء میں خاکسار نے خلافت لائبریری کے ساتھ ساتھ MTA کا کام کرنے کی سعادت بھی حاصل کرنا شروع کر دی تھی۔ اس ضمن میں محترمہ امۃ الشکور ارشد صاحبہ کی شکرگزار ہوں کہ انہوں نے ہی مجھے ڈھونڈا۔ مجھے سنوارا ابھارا اور پیاری آپا جان طاہرہ صدیقہ صاحبہ کے ساتھ مل کر خاکسار کو تجربات کے وسیع میدان میں اترنے کا قدم قدم پر حوصلہ دیا۔ سب سے پہلے آپا طاہرہ سے مجھے آپ نے ہی ملوایا تھا۔ اس طرح مل کر ہم نے لجنہ اماء اللہ ربوہ کی جانب سے MTA کے کام کا آغاز کیا۔ اسی ضمن میں خاکسار نے پہلے صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ (خوش دامن حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کا انٹرویو محترمہ ڈاکٹر امۃ الرقیب صاحبہ چائلڈ سپیشلسٹ کے ساتھ ریکارڈ کروایا اور پھر محترمہ شوکت گوہر صاحبہ کے ساتھ حضرت صاحبزادی سیدہ بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ کا انٹرویو کرنے اور اس سے قبل تین چار نشستوں میں اس کے سکرپٹ کی تیاری کے سلسلے میں ملاقاتوں کی سعادت نصیب ہوئی۔ حضرت سیدہ بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ کے دور صدارت لجنہ اماء اللہ ربوہ کے دوران محترمہ شوکت گوہر صاحبہ ان کی جنرل سیکرٹری کے فرائض لمبے عرصے تک انجام دیتی رہیں اور پہلی نشست میں ہی ان کا آپس میں گہرا تعلق نظر آیا۔ مجھے یاد ہے کہ گھر کا تیار کردہ مزیدار اورنج جوس پیتے ہوئے محترمہ شوکت گوہر صاحبہ نے بی بی سے کہا کہ ''مجھے آپ کی ایک تصویر مل سکتی ہے؟'' جس پر چالیس پچاس سیکنڈ سوچ کر بی بی نے مسکراتے ہوئے صرف اتنا کہا کہ ''نہیں''۔ روایتی وغیر روایتی سوال جواب کے ساتھ خاکسار نے سکرپٹ لکھ کر منظور کروایا اور ایک کاپی بی بی صاحبہ کو تیاری کے لئے دی۔ جس دن انٹرویو کے لئے گئی تو ہر سوال کالے چھوٹے مارکر سے صفحہ کو آدھا کر کے اس پر لکھا ہوا تھا اور نیچے نیلے پین سے اس کا جواب تحریر تھا۔ اس سلیقے سے تیاری پر میں بہت متاثر ہوئی اور ان سے حیرانگی سے پوچھا کہ اتنا سارا آپ نے لکھا ہے؟ تو کہنے لگیں کہ ''نہیں۔ قوسی کی بیٹی سے لکھوایا ہے''۔

پھر مجھ بیوقوف نے کہا ''چلیں ٹھیک ہے ایک ریہرسل کر لیتے ہیں''۔ جس پر بی بی نے اپنے مخصوص دبی دبی مسکراہٹ سے مجھ ناسمجھ کو دیکھا اور کہا:

''اس کی ضرورت نہیں۔ ریکارڈنگ کریں''

میں نے آپا شوکت گوہر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔ انہوں نے کہا کہ ''اس کی ضرورت نہیں'' اور وہی ہوا کہ بہت ہی وقار کے ساتھ بھرپور تیاری سے وقفے وقفے سے سارا انٹرویو ریکارڈ ہو گیا۔ ایک تو وقفہ اس لئے ہوتا کہ بی بی تھک نہ جائیں اور دوسرا مجھے شوق تھا کہ گھر کے سلیقے سے سجے ہوئے مختلف حصوں میں ریکارڈنگ ہو۔ لہٰذا میری فرمائش پر دو تین کمروں میں جا کر ریکارڈنگ کروائی۔

مجھ سے ایک اور ناسمجھی اور غلطی یہ ہوئی کہ انٹرویو کے سوالات میں نے کرنے شروع کر دیئے۔ غالباً سکرپٹ لکھنے کی بناء پر یا مختلف انٹرویو کر کر کے آپا شوکت کے بجائے میں زیادہ بولتی رہی۔ بہرحال میرے حساب سے بڑی زبردست ریکارڈنگ ہو گئی۔

لیکن بعد میں مجھے بتایا گیا کہ بی بی ناصرہ صاحبہ کی خواہش ہے کہ انٹرویو آپا شوکت لیں۔ اس لئے تم صرف ساتھ بیٹھنا مگر بولنا مت اور یہ کہ پورا انٹرویو ان ہدایات کی روشنی میں دوبارہ کیا جائے۔

پردہ کا خاص خیال رکھنا بہت مناسب تھا لیکن آپا شوکت کو انٹرویو کرنے کا سن کر اپنی ناسمجھی کا شدت سے احساس ہوا اور ساتھ بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ کا آپا شوکت گوہر صاحبہ کے دیرینہ ساتھ اور ان کی خدمات کی قدر کرنا محسوس ہوا۔ آپا شوکت کا ٹی وی کے لئے انٹرویو کرنا ایک نیا تجربہ تھا۔ لہٰذا پہلے سے بھی اچھے نتائج سامنے آئے۔ یہ انٹرویو MTA پر نشر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے خود پر اس تاریخ ساز و منفرد احسان وانعام واکرام کا میں جتنا بھی شکر کروں کم ہے۔

ان حسین و دلنشین ملاقاتوں کے دوران ایک دفعہ بی بی ناصرہ نے مجھے کہا کہ:

میں اپنے گھر کے روزنامہ الفضل کے ریکارڈ خلافت لائبریری بھجوا دیا کروں گی۔ تم میری طرف سے اسے جلد کروا کر مستورات کے سیکشن میں رکھوا دینا اور اس کی جلد بندی کے پیسے بھی مجھ سے لے لینا۔

میں نے پھر اپنی نادانی میں کہا کہ نہیں پیسوں کی ضرورت نہیں ہمارے پاس عطیہ دیئے گئے مواد کی جلد سازی کا بجٹ ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ:

نہیں ان کا معاوضہ مجھ سے لے کر جایا کرنا۔

اس طرح تھوڑے تھوڑے عرصہ بعد جب بھی ان کا ملازم اخبار پہنچانے آتا تو مجھے بھی پیغام دیتا کہ بی بی یاد کر رہی ہیں۔ میں جاتی ان سے بہت سی باتیں کرتی اور ان سے جلد بندی کی اجرت لے کر آجاتی جو ہمیشہ وہ ایک سفید لفافے میں ڈال کر اس پر میرا نام لکھ کر دیتی تھیں۔ ایک لفافہ اب بھی میرے پاس بطور نشانی موجود ہے۔ جس پر تحریر ہے۔

محترمہ شکیلہ طاہر صاحبہ۔ انچارج زنان خانہ۔ خلافت لائبریری۔

ایک دن اسی طرح جب میں ان سے رخصت ہونے لگی تو مسکراتے ہوئے کہتی ہیں۔

جلدی جلدی آیا کرو۔ مجھے تم سے پیار ہو گیا ہے۔ تم آپا امۃ اللہ صالحہ کی پوتی ہو۔

ایسا اظہار محبت اور مجھ ناچیز کا نصیب۔ ان کا یہ اظہار سن کر سن رہ گئی۔ سمجھ ہی نہیں آیا کیا ہو رہا ہے۔ ان کے ہاتھ چوم کر سرشاری کے عالم میں اپنے ساتھ لائے بچوں کے سر پر ان کا دست شفقت پھروا کر آ گئی۔ اس کے بعد بہن بھائیوں میں سے جو بھی ربوہ آیا میں بڑے مان سے انہیں ملاقات کے لئے ضرور لے کر جاتی ان ہی میں میرا سب سے چھوٹا بھائی مرزا معاذ علی کرشن بھی ہے اس وقت وہ 20 سال کا تھا اور رضاکارانہ طور پر حفاظت خاص کی ڈیوٹی دیا کرتا تھا۔ اسے لے گئی۔ بی بی صاحبہ نے پردہ میں رہ کر اس کا سلام لیا اور پُرشفقت دعاؤں سے نوازا۔

کینیڈا آنے کے بعد میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ کوئی بہت خاص اور بڑی تقریب ہے۔ جسے میں دور سے دیکھ رہی ہوں جیسے کوئی شاہی تقریب ہے۔ پھر میں خود کو اس تقریب کا حصہ پاتی ہوں اور وہاں حضرت صاحبزادی بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ کو بطور میزبان کے دیکھتی ہوں۔ مجھے اپنے پاس بلاتی ہیں اور پوچھتی ہیں کہ تمہیں تبرک ملا؟ میں کہتی ہوں نہیں۔ اس پر وہ مجھے کچھ تبرک دیتی ہیں۔ اس کے کچھ عرصہ بعد ہی حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب بطور خلیفۃ المسیح الخامس خلافت کی مسند پر فائز ہو گئے تو مجھے لگا وہ انہی کے خلیفہ بننے کا جشن تھا جس میں بحیثیت مادر ملکہ حضرت صاحبزادی بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ میزبان تھیں۔

کینیڈا آ کر دعا کے لئے خطوط لکھنے کی سعادت نصیب رہی۔ النساء کے کچھ شمارے بھی درخواست دعا کے ساتھ بھجواتی رہی۔ اس سال ربوہ چند دنوں کے قیام کے دوران دو تین دفعہ حضرت صاحبزادی بی بی ناصرہ بیگم صاحبہ کے دولت کدہ پر حاضری دی لیکن ناسازی طبع کی بناء پر ملاقات ممکن نہ ہوئی۔ اللہ تعالیٰ ہر آن مرحومہ کے درجات میں بلندی فرماتا چلا جائے اور ہمیں اور ہماری نسلوں کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ انجام بخیر کرے۔ آمین ثم آمین

(ماہنامہ النساء کینیڈا مئی تا اگست 2011ء)

بقیہ صفحہ 6

کی وفات پر تعزیت کا فون ان کی جانب سے آیا یعنی عبدالجبار تعلقات میں استواری کے قائل تھے۔ ربوہ کا کوئی ہی گھرانہ ایسا ہوگا جس کی انہوں نے خدمت نہ کی ہو۔ طبی مشورے دینا مناسب علاج کی طرف توجہ دلاتے رہنا خود خدمت کے لئے حاضر رہنا بات کرتے ہوئے مسکرانا اور مریض کی جلی کٹی سننا پڑے تو وہ بھی خندہ پیشانی سے سن لینا ان لوگوں کا شیوہ تھا ورنہ ہم نے یورپی ممالک میں پیرامیڈکس کو ملائمت سے بات کرتے تو ضرور دیکھا ہے مگر وہ مریضوں کے ساتھ ایک حد تک ہی بے تکلف ہوتے ہیں کیونکہ یہ ان کی تربیت کا حصہ ہے مگر ہمارے پیرامیڈکس یورپ میں نہ رہنے کے باوجود انہی اوصاف سے متصف تھے بلکہ اخلاق اور بے غرض خدمت میں ان سے بھی دو قدم آگے تھے۔ ہمارے فضل عمر کی شہرت کی ایک وجہ اس کا پیرامیڈیکل سٹاف بھی تھا۔ ہم نے پاکستان کے دیگر ہسپتالوں کے پیرامیڈکس کا رویہ بھی دیکھا ہے۔ بے ادب شرط منہ نہ کھلوائیں وہ لوگ تو ٹیکہ لگاتے ہوئے بھی مریض کی جیب کی طرف دیکھتے رہتے ہیں کہ کیا انعام واکرام ملتا ہے۔ ہمیں یاد ہے بہت برسوں کی بات ہے سرگودھا کے ایک نامی گرامی وکیل سڑک کے ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے پنڈی بھٹیاں روڈ پر حادثہ ہوا مگر انہوں نے کہا کہ مجھے چنیوٹ ہسپتال میں زنہار نہ لے جانا ربوہ لے چلو ربوہ لائے گئے اور لمبے عرصہ تک زیر علاج رہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے شفایاب ہو کر واپس گئے تو ہمارے ایک دوست سے کہا کہ ربوہ کے ہسپتال کا سٹاف فرشتوں پر مشتمل ہے دیگر ہسپتالوں میں ہر روز کام کرنے والے لوگ بھی ہر روز انعام واکرام کے طالب رہتے ہیں اور ان کے منہ میں لقمہ نہ ڈالیں تو بات ہی نہیں سنتے مگر ربوہ ہسپتال میں میں مہینوں قیام کر کے آیا ہوں کسی کو انعام دینے کی کوشش بھی کی ہے تو اس نے نہیں لیا یہی کہا ہے کہ جو خدمت وہ کر رہے ہیں وہ ان کا فرض ہے اس کا معاوضہ کیسا؟ یہ ساری تربیت اس جماعتی نظام کی دین ہے جس سے یہ سب لوگ منسلک تھے اور ہیں۔ اور تو اور پنجاب کے ایک وزیر جو چنیوٹ کے رہنے والے تھے عارضۂ قلب کا حملہ ہوا تو آپ نے بھی خود کہہ کر ربوہ ہسپتال میں آ کر علاج کروایا اور الحمدللہ شفا پائی۔

بات دو دوستوں کے ذکر خیر سے شروع ہوئی اور ہسپتال کی عمومی خدمت گزاری تک پہنچ گئی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ان بے لوث خدمت گزار دوستوں کی مغفرت فرمائے اور ان کی خدمات کے عوض انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ آمین

مکرم ڈاکٹر پرویز پروازی صاحب

دو خدمت گزار دوستوں کا ذکر خیر

کچھ عرصہ ہوا ہمارے ربوہ کے زمانے کے ساتھی اور دوست لطف الرحمٰن شاکر صاحب کا جرمنی میں انتقال ہوا تھا۔ لطف الرحمٰن شاکر ربوہ میں صرف لطفی کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ جی چاہا کہ اپنے پرانے دوست اور رفیق کے بارے میں لکھوں لیکن مکروہات آڑے آتی رہیں۔ آج فضل عمر ہسپتال کے دوست برادرم عبدالجبار کی سناؤنی آ گئی۔ تو پہلا کام یہ کر رہا ہوں کہ دونوں مرحوم دوستوں کو یاد کرنے بیٹھ گیا ہوں مبادا سستی کر جاؤں تو ان ہردلعزیز اور بیماروں لاچاروں کے خدمت گار دوستوں کے ذکر خیر میں مزید تاخیر ہو جائے۔

ہم نے لطفی کو نور ہسپتال کا اور جبار صاحب کو فضل عمر ہسپتال کے زمانے کا ساتھی جان بوجھ کر کہا ہے تا کہ نئی نسل کو بتا سکیں کہ قادیان کے زمانہ سے جماعت کے ہسپتال کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کے نام نامی پر نور ہسپتال رکھا گیا تھا۔ ہجرت کے بعد دارالہجرت ربوہ میں بھی یہ ہسپتال اسی نام سے موسوم رہا تا آنکہ نئی عمارت بننے کے بعد جماعت کی انتظامیہ نے حضرت خلیفۃ المسیح سے درخواست کی کہ جماعت کے نئے مرکزی ہسپتال کا نیا نام رکھا جائے تو مناسب ہوگا کیونکہ یہ نئی بستی تمام تر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کے وجود باجود کی رہین منت ہے اس لئے انہی کے نام نامی پر کوئی نیا نام ہونا چاہئے۔ حضرت صاحب نے صدر انجمن احمدیہ کے تجویز کردہ نام فضل عمر ہسپتال پر صاد فرما دیا چنانچہ نیا ہسپتال فضل عمر ہسپتال قرار پایا۔ خلافت رابعہ میں اسی ہسپتال کی توسیع ہوئی اور نیا حصہ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کے نام سے موسوم اور خدمت خلق میں مصروف ہے۔

کبھی وہ زمانہ تھا کہ ہسپتال کو سوائے صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب کے کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر میسر نہیں تھا قبلہ حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خاں صاحب جو ہسپتال کے انچارج تھے وہ ایل ایس ایم ایف تھے یعنی لائسنس یافتہ ڈاکٹر تھے اسی طرح لیڈی ڈاکٹر غلام فاطمہ مرحومہ بھی لائسنس یافتہ ڈاکٹر تھیں۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے اسی ہسپتال میں مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب جیسے ایف آر سی پی، ہارٹ سپیشلسٹ اور محترم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب جیسے ایف آر سی ایس سرجیکل سپیشلسٹ یا مکرمہ ڈاکٹر نصرت جہاں صاحبہ ایف آر سی ایس گائنی سپیشلسٹ آئے اور خدمت کے لئے دھونی رما کر بیٹھ گئے اور اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے محترم جنرل مسعود الحسن نوری صاحب جیسے ہارٹ سپیشلسٹ طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ کا چراغ روشن کئے بیٹھے ہیں۔ ہسپتال میں پہلی ایم بی بی ایس لیڈی ڈاکٹر بھی ہماری مکرمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ ہی آئیں اور اب ہر شعبہ کے سپیشلسٹ موجود ہیں۔ لیبارٹری سارے ملک میں جانی پہچانی ہے مگر اس جان پہچان سے ہی ہمارے مکرم لطف الرحمٰن شاکر صاحب کا ذکر شروع ہونا چاہئے کہ لطفی ہسپتال کا واحد لیبارٹری ٹیکنیشن تھا وہی پیتھالوجسٹ تھا جس کی رپورٹ پر سارے ڈاکٹر انحصار کر کے تشخیص کرتے تھے اور مریض شفایاب ہو جاتے تھے۔ لطفی کے بارے میں ہم نے ایک مضمون میں لکھا تھا کہ وہ الگ بیٹھا ''لمفو لمفو پالی پالی'' گنتا رہتا تھا اور اسی کی گنتی تشخیص میں کام آتی تھی۔ لطفی کا پیغام آیا کہ اگر میں یہ گنتی نہ سیکھتا تو چھبیس نمبر مکسچر ہی بناتا رہتا۔ وہ زمانہ پیٹنٹ دواؤں کا زمانہ نہیں تھا ڈاکٹر باقاعدہ پورا نسخہ لکھتے تھے کہ اتنی فلاں دوا ڈالو اتنی فلاں دوا ڈالو اور اس میں اتنا ''ایکوا پیورا'' ملا دو۔ ہم ایکوا پیورا کو بھی کوئی دوائی ہی سمجھتے تھے بعد کو معلوم ہوا کہ ڈاکٹروں نے محض رعب ڈالنے کو پانی کا یہ نام رکھا ہوا ہے۔ چھبیس نمبر کی یہ مکسچر مزیدار بھی ہوتی تھی اور معدہ کی تمام بیماریوں کا تیر بہدف علاج بھی تھی اس لئے لطفی نے خاص طور سے اس کا نام لیا تھا۔ اب نہ وہ مکسچر رہی نہ مکسچر بنانے والے نہ مکسچر تجویز کرنے والے۔ پیٹنٹ دوائیاں آ گئیں اور بیماریاں بھی پیٹنٹ ہو گئیں۔

لطف الرحمٰن شاکر بڑا تجربہ کار لیبارٹری ٹیکنیشن تھا ساتھ میں اس کا ہاتھ ہلکا تھا یعنی ٹیکہ لگاتے وقت مریض کو اذیت سے دوچار نہیں کرتا تھا۔ لیبارٹری میں تو ہمہ وقت اس کا واسطہ خون نکالنے سے رہتا تھا اگر ذرا سی بھی بے احتیاطی کرتا تو مریضوں کی چیخیں نکل جاتیں مگر لطفی مریض کو باتوں میں لگائے رکھتا اور اتنے دھیرج سے ٹیکہ لگا دیتا یا سوئی چبھو دیتا کہ مریض کو پتہ بھی نہ چلتا۔ پھر اس کی خصوصیت یہ تھی کہ حضرت خلیفۃ المسیح کو بھی ٹیکہ وغیرہ لگانے کا کام اسی کے سپرد تھا بلکہ حضرت صاحب یورپ کے دورہ پر گئے تو بھی لطفی کو خاص اپنے ساتھ لے کر گئے کہ اپنے اعتبار کا پیرامیڈک میسر ہونا چاہئے۔ ربوہ میں بھی اس کی بہت مانگ تھی جماعت کے اکابر بیمار ہوتے تو گھروں پر ٹیکہ لگانے یا بلڈ پریشر چیک کرنے کو لطفی ہی بھیجا جاتا۔ کیونکہ ہسپتال میں داخلے کا رواج بہت بعد کو ہوا ہسپتال بنتے بنتے بنا ہے۔ بستی بسنا کھیل نہیں ہے بستے بستے بستی ہے۔ عمارتیں تو بن جاتی ہیں روایتیں بننے میں وقت لگتا ہے۔ یہاں ایک جملہ معترضہ نے میری راہ کاٹی ہے وہ بھی بیان کر دوں کہ امریکہ کے صدر کینیڈی فرانس کے دورے پر گئے تو وہاں کی پرانی تاریخی عمارتیں دیکھ کر ششدر رہ گئے صدر ڈیگال سے کہنے لگے ان عمارتوں کو بنانے میں بہت وقت اور پیسہ صرف ہوا ہوگا۔ ڈیگال نے کہا ''جی صاحب صدر آپ نے درست فرمایا یہ تاریخی عمارتیں بنانے میں کچھ کروڑ فرانک اور کچھ صدیاں صرف ہوئی ہیں!'' ہمارے ان دوستوں کا خون بھی اس ہسپتال کی تاریخ تعمیر میں شامل ہے۔

عبدالجبار صاحب وقت کے لحاظ سے بہت بعد کو آئے مگر اپنی دھیمی طبیعت اور ہمدردانہ لب و لہجے کی وجہ سے اہل ربوہ کے دل میں گھر کر لیا۔ ہسپتال میں سرجن مکرم صاحبزادہ مرزا مبشر احمد صاحب کے ساتھ وابستہ تھے اس لئے مریضوں کے آپریشن روم کے ہمدرد ساتھی تھے۔ مولانا محمد احمد صاحب جلیل کا پراسٹیٹ کا آپریشن ہوا اس میں کوئی پیچیدگی پیدا ہو گئی۔ مولانا کو کئی روز تک ہسپتال میں رہنا پڑا۔ فرمایا کرتے تھے جب بھی بے ہوشی ذرا سی ہوش میں تبدیل ہوتی عبدالجبار کا مسکراتا ہوا چہرہ سامنے آ جاتا اور میں مطمئن ہو جاتا کہ میں محفوظ ہاتھوں میں ہوں۔ عبدالجبار اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر مریض کے ساتھ اسی ہمدردی اور محبت سے پیش آتے تھے۔ بیماری کے بعد گھر پر تیمارداری اور مناسب علاج کے لئے تواتر سے آتے رہنا بھی ان کی شخصیت کا حصہ تھا اور وہ مریضوں کے گھر جانے کی کوئی فیس وغیرہ نہیں لیتے تھے اگر دن میں چار بار کسی کو ٹیکہ لگانے کی ضرورت ہے تو عبدالجبار عین وقت پر اپنی سائیکل پر آ موجود ہوں گے۔ سردی ہو یا گرمی کوئی چیز ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی تھی۔ سلسلہ کے بزرگوں کی خدمت گزاری کا انہیں خاص شوق تھا ان کی خدمت بڑی تندہی اور محنت سے کرتے تھے۔

آج کے لوگ تو شاید اس وقت کی تکالیف کا اندازہ نہ کر سکیں وہ زمانہ ڈسپوزایبل سرنجوں سوئیوں کا زمانہ نہیں تھا اس لئے ہر بار سرنجوں کو ابالنا اور جراثیم سے پاک کرنا پڑتا تھا۔ ان کے تھیلے میں کئی کئی تیار شدہ سرنجیں اور سوئیاں موجود رہتی تھیں کیونکہ وقت بے وقت مریض انہیں آ گھیرتے تھے۔ ہمیں یاد ہے عزیزی نسیم مہدی کو جامعہ کی طالب علمی کے زمانہ میں ایک بار دمہ کا شدید دورہ پڑا۔ اس کا دوست نصیر چوہدری جو بعد میں خود بھی ڈاکٹر بنا اس کے پاس موجود تھا اس نے رات کے ایک بجے عبدالجبار صاحب کا دروازہ جا کھٹکھٹایا اور انہیں ساتھ لے آیا۔ مریض کی حالت ہسپتال لے جانے کی بھی نہیں تھی۔ عبدالجبار نے اللہ کا نام لے کر امائینو فائلین یا کسی ایسی ہی دوا کا ٹیکہ دھیرے دھیرے کوئی آدھ پون گھنٹے میں لگایا جب نسیم مہدی کی طبیعت بحال ہوئی تو اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہو گیا ہے ورنہ جب میں نے ٹیکہ لگانا شروع کیا تھا مجھے سخت تشویش تھی کہ اتنی بگڑی ہوئی حالت میں دوا اثر کرتی ہے یا نہیں۔ الحمدللہ کہ دوا نے اپنا اثر دکھایا عزیزی نسیم مہدی آج بھی مجھ سے فون پر بات کرتے ہوئے یہ بات یاد کر رہا تھا کہ کس طرح مشکل وقت میں عبدالجبار صاحب نے ان کی جان بچانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ عبدالجبار کی یہی خصوصیت انہیں ہردلعزیز بنائے رکھتی تھی کہ وہ ہر وقت خدمت کے لئے حاضر تھے کسی نے کبھی ان کو انکار کرتے نہیں دیکھا یا سنا اور اس خدمت گزاری کا دائرہ صرف خوش حالوں تک محدود نہیں تھا ہر کوئی ان کی خدمت گزاری کا مورد تھا غریب مریضوں کے گھروں میں بھی اسی پابندی اور خدمت گزاری کے جذبہ سے جاتے تھے۔

ہمارے ہاں ہسپتال میں ایمرجنسی کا شعبہ تو موجود ہے مگر ایمرجنسی کا صحیح تصور واضح ہوتا جا رہا ہے اس زمانہ میں کسی کو اچانک کوئی شدید تکلیف آ گھیرتی تو وہ بجائے ہسپتال کا رخ کرنے کے ڈاکٹروں یا پیرامیڈکس کی تلاش میں نکلتا۔ ایسے وقتوں میں ڈاکٹر تھے ہی کتنے جو کام آتے یہی لطفی یا جبار صاحب جیسے پیرامیڈکس ہی کام آتے اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ لوگوں کو شفا بھی دے دیتا۔ لطفی تو رہتا بھی ہسپتال میں تھا اس لئے بیماروں کا زیادہ تر ہدف بھی وہی تھا۔ ایک بات دونوں میں مشترک تھی وہ تھی ان کی خوش خلقی اور چہروں پر ہمہ وقت کھیلتی ہوئی مسکراہٹ۔ پھر بزرگوں کی خدمت کر کے انہوں نے ایک بات سیکھی تھی کہ علاج اپنی جگہ دعا اپنی جگہ چنانچہ دونوں ٹیکہ لگاتے وقت زیر لب دعائیں پڑھتے رہتے تھے۔ ہم نے کئی بار غور سے ان دونوں کو دیکھا ٹیکہ لگانے سے پہلے بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم تو آواز کے ساتھ پڑھتے تھے اس کے بعد زیر لب دعائیں۔ ہمارے ابا بیمار تھے تو وہ زمانہ لطفی کی خدمت کا زمانہ تھا پھر عبدالجبار نے ان کی جگہ لے لی کیونکہ محلّہ داری تھی۔ ہماری خوش دامنہ کی آخری طویل پارکنسن کی بیماری میں عبدالجبار نے بہت خدمت کی اور دعائیں سمیٹیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو عبدالجبار نے ربوہ سے ہمیں تعزیت کا فون کیا اسی طرح قبلہ مولانا محمد احمد جلیل صاحب

باقی صفحہ 5 پر

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم اشفاق احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ گھنوکے ججہ، ضلع سیالکوٹ تحریر کرتے ہیں۔

محترم ہمایوں احمد صاحب ولد مکرم محمد اشرف صاحب گھنوکے ججہ نے قرآن کریم ناظرہ پہلی دفعہ مکمل کرلیا ہے۔ ان کو قرآن کریم پڑھانے کی سعادت مکرم وسیم احمد بسراء صاحب معلم سلسلہ کو حاصل ہوئی۔ 5 مارچ 2012ء کو تقریب آمین کے موقع پر مکرم رانا حمید اللہ صاحب نائب ناظم مال وقف جدید نے ان سے قرآن شریف کے بعض حصص سنے اور دعا کروائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کے لئے قرآن پاک کا علم دین اور دنیا کے لئے رہنما اور باعث برکت ہو۔

درخواست دعا

مکرم ڈاکٹر محمد شفیق سہگل صاحب نائب وکیل التصنیف تحریک جدید تحریر کرتے ہیں۔

خادم سلسلہ مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب سابق امیر کراچی گھر میں گر گئے ہیں۔ اس سے قبل بھی وہ گرے تھے اور چوٹ آئی تھی۔ احباب کرام سے اس دیرینہ خادم سلسلہ کی مکمل صحت یابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

نکاح

مکرم ملک محمد اکرم طاہر صاحب سیکرٹری وقف جدید حلقہ سبزہ زار لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میری بیٹی مکرمہ بینش سلطانہ صاحبہ حال یوکے، کے نکاح کا اعلان مکرم رانا مکرم ذیشان سعید صاحب ابن مکرم رانا عبدالسعید جاوید صاحب سبزہ زار لاہور کے ساتھ بعد از نماز مغرب مورخہ 26 جنوری 2012ء کو خاکسار کی رہائش واقع سبزہ زار لاہور پر دولاکھ پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم ملک امان اللہ صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔ دلہن مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب مرحوم امیر جماعت احمدیہ بھیرہ کی پوتی اور ننھیال سے حضرت محمد شفیع سیٹھی صاحب جہلمی رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ اسی طرح دولہا حضرت مولوی محمد عبداللہ صاحب آف پھیروچیچی رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل سے ہے۔ احباب کرام سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دو خاندانوں کے لئے یہ رشتہ بابرکت فرمائے اور ایک نیک اور مخلص احمدی خاندان کی بنیاد کا پیش خیمہ ہو۔ آمین

تقریب شادی

مکرم مشہود احمد صاحب مربی اطفال گوجرخان تحریر کرتے ہیں

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے میری بیٹی مکرمہ زجاجہ مشہود صاحبہ واقفۂ نو کی شادی کی تقریب رخصتانہ مورخہ 6/اپریل 2012ء کو غوری شادی ہال گوجرخان میں ہمراہ مکرم ندیم احمد صاحب ابن مکرم جمیل احمد صاحب دارالشکر جنوبی ربوہ منعقد ہوئی۔ اس موقع پر مکرم بشیر احمد خان صاحب مربی سلسلہ گوجرخان نے دعا کروائی مورخہ 7/اپریل کو دارالشکر جنوبی ربوہ میں دعوت ولیمہ کا انتظام کیا گیا۔ دلہن حکیم شیخ فضل محمد امین صاحب کپورتھلوی کی پوتی اور حکیم نورالدین منیر صاحب مرحوم گوجرانوالہ کی نواسی ہے۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے خیروبرکت کا موجب بنائے۔ آمین

اعلان دارالقضاء

(مکرم جمیل احمد صاحب ترکہ مکرم محمد لطیف بٹ صاحب مرحوم)

مکرم جمیل احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد محمد لطیف بٹ صاحب ابن عبدالعزیز بٹ صاحب وفات پا چکے ہیں ان کے نام قطعہ نمبر 8/21 محلہ دارالیمن غربی حلقہ شکر برقبہ 5 مرلہ منتقل کردہ ہے لہٰذا درج ذیل ورثاء میں اس قطعہ کو بحصص شرعی منتقل کردیا جائے۔

(1) مکرمہ طاہرہ پروین صاحبہ (بیٹی)
(2) مکرمہ امۃ الجمیل صاحبہ (بیٹی)
(3) مکرمہ نصیرہ افتخار صاحبہ (بیٹی)
(4) مکرم نصیر احمد ناصر صاحب (بیٹا)
(5) مکرم منیر احمد صاحب (بیٹا)
(6) مکرم جمیل احمد صاحب (بیٹا)
(7) مکرمہ حمیرہ عابد صاحبہ (بیٹی)
(8) مکرم منصور احمد صاحب (بیٹا)
(9) مکرم نعیم احمد صاحب (بیٹا)
(10) مکرمہ مبارکہ تبسم صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ کسی وارث یا غیر وارث کو اس منتقلی پر اگر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس (30) یوم کے اندر اندر دفتر ہذا کو مطلع کرکے ممنون فرمائیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

ضرورت گائنا کالوجسٹ اور ماہر سرجن

مکرم مبارک احمد طاہر صاحب سیکرٹری مجلس نصرت جہاں ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مجلس نصرت جہاں کو اپنے ایک ہسپتال کے میٹرنٹی وارڈ کیلئے ماہر گائنا کالوجسٹ کی ضرورت ہے نیز ایک سرجن سپیشلسٹ بھی درکار ہیں جو ہر طرح کے آپریشن کرسکیں۔ خدمت کے خواہشمند مخلصین مجلس نصرت جہاں سے رابطہ فرمائیں۔

ایڈریس برائے رابطہ حسب ذیل ہے۔

دفتر مجلس نصرت جہاں تحریک جدید (شرقی ونگ) ربوہ

فون: 0476212967 موبائل 03327068497

ضرورت کارکن برائے نگرانی جائیداد

نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ کو جائیداد کی نگرانی کیلئے ایک محنتی کارکن کی ضرورت ہے جس نے محکمہ مال کا پٹوار کا امتحان پاس کیا ہو اور جائیداد کے معاملات کا تجربہ ہو۔ تاہم ایسے احباب جنہوں نے پٹوار کا امتحان پاس نہ بھی کیا ہو لیکن محکمہ مال اور جائیداد کے دیگر معاملات کا تجربہ رکھتے ہوں بھی درخواست دے سکتے ہیں۔ درخواست دینے والے احباب F.A پاس ہوں۔ ایسے خواہشمند جو سلسلے کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اپنی درخواست مع تصدیق امیر صاحب یا صدر صاحب لے کر جلد از جلد دفتر جائیداد میں خاکسار سے مل لیں۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

ضرورت پلمبر

نظامت جائیداد صدر انجمن احمدیہ کو پلمبنگ کے کام کیلئے ایک محنتی کارکن کی ضرورت ہے جسے کام کا تجربہ ہو اور باقاعدہ ڈپلومہ حاصل کیا ہوا ہو۔ درخواست دینے والے احباب F.A پاس ہوں۔ ایسے خواہشمند جو سلسلے کی خدمت کا جذبہ رکھتے ہوں اپنی درخواست مع تصدیق امیر صاحب یا صدر صاحب جلد از جلد دفتر جائیداد میں خاکسار سے مل لیں۔

(ناظم جائیداد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ)

پتہ درکار ہے

مکرمہ رضیہ بیگم صاحبہ زوجہ مکرم محمد اجمل بھٹی صاحب ساکن پارا چنار کا سال 2007ء سے دفتر سے کوئی رابطہ نہیں۔ ان کے کوئی

عطیہ چشم

(نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے وقتاً فوقتاً احباب جماعت کو عطیہ چشم کی تحریک کی جاتی ہے نیز وفات پانے والے آئی ڈونرز سے حاصل کردہ صحت مند کارنیا بذریعہ آپریشن موزوں نابینا افراد کو لگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایسوسی ایشن بلاتفریق مذہب وملت ملک بھر میں بینائی کی بحالی کے سلسلے میں منفرد خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔

اگر آپ کے علم میں کسی بھی عمر کے ایسے مریض ہیں جو آنکھوں کی بیرونی جھلی کارنیا (CORNEA) کی انفیکشن یا کسی اور خرابی کے نتیجے میں بینائی کی دولت سے جزوی یا کلی طور پر محروم ہیں تو وہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے مرکزی دفتر واقع نورالعین میں رابطہ کریں اور اپنے کوائف کا اندراج کروالیں۔ ایسوسی ایشن کے پاس ایسے نابینا افراد کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ موجود ہے اور باری آنے پر ان کے آپریشن کا فوری انتظام کیا جاتا ہے۔

ایڈریس: دفتر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن واقع نورالعین بالمقابل فضل عمر ہسپتال ربوہ۔ دفتر میں مندرجہ ذیل نمبروں پر رابطہ کیا جاسکتا ہے۔

047-6212312,047-6215201

(صدر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن ربوہ)

عزیز یا رشتہ دار یہ اعلان پڑھیں تو ان کے موجودہ مکمل ایڈریس اور فون نمبر سے مطلع فرمائیں۔ بصورت دیگراں کی وصیت محل نظر ہے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

وضاحت

مورخہ 28 مارچ 2012ء کے روزنامہ الفضل میں مکرم راجہ ضیاء الدین جنجوعہ صاحب کا ذکر خیر کے عنوان سے صفحہ 6 پر ایک مضمون شائع ہوا ہے۔ اس مضمون کے کالم 2 میں لکھا ہے کہ فائرنگ کے نتیجہ میں محترم ماسٹر صاحب نے اپنی جان راہ مولیٰ میں قربان کردی۔ اس فقرہ کے متعلق یہ وضاحت ہے کہ آپ کی وفات موقع پر نہیں ہوئی تھی بلکہ انہی زخموں سے تین ماہ بعد ہوئی تھی۔

رابطہ کریں

مکرم عبدالمجید فاروقی صاحب سابقہ ایڈریس 115 کوارٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ، مکرمہ ریحانہ حمید صاحبہ سابقہ ایڈریس سعید احمد دکاندار تحصیل چنیوٹ نزد ربوہ براہ کرم جلد وکالت وقف نو سے رابطہ کرکے ممنون فرمائیں۔

(وکیل وقف نو)

مکرم ڈاکٹر مطیع اللہ درد صاحب لندن

حضرت مسیح موعود کے پرائیویٹ سیکرٹری کے

پرائیویٹ سیکرٹری کو اعزازی ڈگری دیئے جانے کا اعزازی نشان

حضرت مفتی محمد صادق صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت مسیح موعود سے بی۔اے کا امتحان پاس کرنے کی اجازت چاہی تا ڈگری ہاتھ آجائے۔ حضور نے فرمایا۔

مفتی صاحب! آپ کو ڈگریاں حاصل کرنے کی ضرورت نہیں خدا آپ کو بہت ڈگریاں دے گا۔ حضرت اقدس کی یہ پیشگوئی اس طرح پوری ہوئی کہ آپ کو امریکہ میں مختلف یونیورسٹیوں میں لیکچر دینے کے نتیجے میں اس قدر ڈگریاں ملیں کہ جن سے کئی لائنیں بھر جاتی ہیں۔ Doctor of Divinity کی ڈگری خاص طور پر قابل ذکر ہے جو حضرت مفتی صاحب سے پہلے کسی غیر عیسائی کو نہیں دی گئی تھی۔ (تاریخ احمدیت لاہور از شیخ عبدالقادر صفحہ 83-84) یہ ڈگری آپ کو The College of Divine Metaphysics کی طرف سے دی گئی۔

جیفرسن یونیورسٹی شکاگو نے آپ کی علمی لیاقت اور خدمات برائے بہبودی خلق کو تسلیم کرتے ہوئے ڈاکٹر آف لٹریچر کی ڈگری دی۔

(الفضل 28/مارچ 1921ء صفحہ 2)

1949ء سے 1951ء تک ربوہ کے کچے ڈاکخانے میں ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب گاہے بگاہے مجھے اپنا پرائیویٹ سیکرٹری بنا کر تمام دنیا سے آئے ہوئے خطوط پڑھوا کر جواب لکھواتے اور مجھے اپنی دعاؤں سے نوازتے۔ حضرت ڈاکٹر مفتی صاحب حضرت مسیح موعود کے جلیل القدر پرائیویٹ سیکرٹری تھے اور خاکسار محض اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے ساتھ قریباً تین سال تک ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب کے پرائیویٹ سیکرٹری کے فرائض سر انجام دیتا۔ ایک عرصہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب خلیفۃ المسیح الخامس کی برکت سے اچانک مجھے امریکہ سے ڈاکٹریٹ کی ایک ڈگری Divinity میں عطا فرمائی۔ یہ ڈگری میری سوانح عمری کی کتاب کو دیکھ کر مجھے دی گئی۔

میرے لئے یہ خدا تعالیٰ کا زندہ نشان ہے۔ نیز تھوڑا عرصہ قبل حضور کی دعاؤں سے یہ عاجز موت کے منہ سے پلٹ آیا تھا۔ احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مقبول خدمت کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

خبریں

سپریم کورٹ کا نیب کی رپورٹ پر عدم اطمینان سپریم کورٹ نے این آر او عملدرآمد کیس کا فیصلہ جاری نہ کرنے کی حکومتی درخواست کو مسترد کرتے ہوئے کہا ہے کہ ملک میں کسی فرد کی نہیں بلکہ آئین اور قانون کی حکمرانی ہوگی۔ ملک میں قانون کی حکمرانی چاہتے ہیں، قانون سب کے لئے یکساں ہے۔ عدالت نے نیب کی رپورٹ پر اظہار عدم اطمینان کرتے ہوئے کیس کی سماعت 3 مئی تک ملتوی کردی۔

بنگلہ دیش کرکٹ ٹیم کی پاکستان آمد بنگلہ دیشی کرکٹ ٹیم پاکستان کے مختصر دورے کے دوران لاہور میں 4 دن قیام کرے گی۔ پی سی بی کے ذرائع کے مطابق بنگلہ دیشی ٹیم کی حفاظت کے لئے کمانڈوز کی خدمات لی جائیں گی۔ ہوٹل، گراؤنڈ اور راستے میں مہمان ٹیم کو غیر ملکی سربراہان مملکت کے مساوی پروٹوکول دیا جائے گا۔ بنگلہ دیشی ٹیم 27/اپریل کو براستہ دوبئی لاہور پہنچے گی۔ 29 اور 30/اپریل کو ون ڈے انٹرنیشنل اور ٹی ٹونٹی انٹرنیشنل میچ کھیلنے کے بعد مہمان ٹیم 31/اپریل علی الصبح وطن روانہ ہو جائے گی۔

سانحہ سیاچن سیاچن کے گیاری سیکٹر میں برفانی تودے تلے دبنے والے فوجیوں کی تلاش کا کام سخت ترین موسمی حالات کے باوجود جاری ہے اور کنٹرولڈ دھماکوں کے ذریعے سرنگ کھودی جارہی ہے جب کہ اس امدادی مشن میں جرمنی اور سوئس ٹیموں کی معاونت بھی حاصل ہے۔ لیکن ان تمام تر کوششوں کے باوجود تا حال دبے ہوئے فوجیوں تک رسائی حاصل نہیں ہوسکی۔

ایران نے مذاکرات نہ کئے تو مزید پابندیاں لگائیں گے امریکی صدر باراک اوباما نے کہا ہے کہ اگر ایران نے عالمی برادری کے ساتھ مذاکرات کا فائدہ نہیں اٹھایا تو مزید پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں۔ کولمبیا کے شہر کارٹاجینا میں صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے اوباما نے کہا کہ ایران کے جوہری پروگرام کے تنازع کو حل کرنے کا بہترین طریقہ سفارت کاری ہے۔ ایران کے ساتھ مذاکرات کا دروازہ بند ہو رہا ہے اگر ایران نے معاملے کو طول دیا تو آنے والے مہینوں میں مزید پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں۔

امریکہ میں بگولوں کا طوفان امریکی ریاستی اوکلا ہوما میں ایک ساتھ دو بگولوں نے تباہی مچادی۔ اوکلا ہوما، کیناس اور بزسکا میں طوفان سے دو بچوں سمیت مزید پانچ افراد ہلاک ہوگئے جس کے بعد چوبیس گھنٹوں میں مرنے والوں کی تعداد 10 ہوگئی۔

درخواست دعا

مکرم محمد اصغر صاحب ٹھیکیدار دارالبرکات ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے دوست مکرم عبداللطیف شرما صاحب آف ٹورنٹو کینیڈا کے پوتے احسن شرما عمر 6 سال ولد مکرم عمران شرما صاحب کی ٹانگ کا آپریشن متوقع ہے احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ آپریشن کامیاب کرے اور جملہ پیچیدگیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین

مکرم عبدالحمید طاہر صاحب معلم وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کی والدہ صاحبہ گردوں کی انفیکشن، کمی خون و دیگر مختلف عوارض کی وجہ سے علیل ہیں بیماری کی وجہ سے قوت سماعت و قوت گویائی شدید متاثر ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے خاص فضل سے شفائے کاملہ عطا فرمائے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 18/اپریل

طلوع فجر	4:10
طلوع آفتاب	5:35
زوال آفتاب	12:09
غروب آفتاب	6:41

ہاضمے کا لذیذ چورن
تریاق معدہ
پیٹ درد۔ بدہضمی۔ اپھارہ کیلئے کھانا ہضم کرتا ہے
ہر وقت گھر میں رکھنے والی دوا
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
Ph:047-6212434

سروس شوز پوائنٹ کالج روڈ سے اقصیٰ روڈ پر منتقل ہوچکی ہے
سروس شوز پوائنٹ اقصیٰ روڈ ربوہ
سکول شوز کی تمام ورائٹی دستیاب ہے
0476212762-0301-7970654

فیوچر ریس سکول گرلز سیکشن کا اجراء
خداتعالیٰ کے فضل و کرم سے کلاس 5th کا شاندار رزلٹ آنے پر احباب کرام کے پُر زور اصرار پر اس سال کلاس 6th برائے طالبات کا آغاز کردیا ہے۔
کلاس 5th کے بورڈ کے امتحانات
کلاس کے تمام 12 طلباء نے فرسٹ اور ہائی فرسٹ ڈویژن سے پاس کیا ہے۔

ضرورت ٹیچر
MA انگلش لیڈی ٹیچر کے لئے بہترین پیکج
عقب ہسپتال ربوہ
047-6213194, 0332-7057097

لان ہی لان برینڈڈ کمپنی کے نئے پرنٹ ریٹ کی گارنٹی کے ساتھ
ورلڈ فیبرکس
0333-6550796
ملک مارکیٹ ریلوے روڈ نزد یوٹیلٹی سٹور ربوہ

FR-10

پہلی بار بین الاقوامی معیار اور جدید سہولیات سے آراستہ ٹیکسی سروس
24 گھنٹے سروس
PRIME EASY CAB
خوشخبری
کار ہر وقت، سہولت بر وقت
جدید سیکیورٹی سسٹم
تربیت یافتہ ڈرائیور
محفوظ اور آرام دہ سفر کیلئے ابھی
رابطہ کیجئے: (041)111-111-250

PRIME EASY CAB
PRIME LIMOUSINE SERVICES

آبیان ٹرمائیٹ کنٹرول
اپنی رہائشی و دیگر عمارات دفاتر کو دیمک، مچھر اور ہر قسم کے ضرر رساں کیڑوں سے گارنٹی کے ساتھ محفوظ کریں۔
سعید احمد ایل ڈی اے 160 فلیٹ ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبر: 042-35203060, 0333-4132950